جلد ۲۶ | مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء | نمبر ۲۸

مبارک باد

مبارک! مبارک!! مبارک!!!

بار گ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

جماعت احمدیہ کو مژدہ ہو ۱۷ جولائی سنہ ۲۴ء کو بروز جمعرات ہمارے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مورہ بالا دعا کی قبولیت کا نشان ظاہر ہوا کہ حضرت صاحبزادہ جناب مرزا بشیر احمد صاحب باوقار اور فخر دیار کے مشکوئے معلیٰ میں۔

فرزند ارجمند تولد ہوا!

اس مبارک موقعہ پر دیرینہ خادم الحکم اپنی اور تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے خاندان نبوت اور حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اور دعا کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولود مسعود کو اسلامی ترقیات کا موجب بنائے اور نیز پیشگوئی رجال من ابناء فارس کا پورا کرنیوالا ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا جو آپنے اپنی اولاد کے واسطے کی ہیں وارث ہو آمین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کا ایک ایک فرد آپکی صداقت کا ایک نشان ہے اور جماعت احمدیہ کیلئے ازدیاد ایمانی کا موجب ہے۔ اور خصوصاً آریوں کے لئے کیونکہ ان کے وکیل پنڈت لیکھرام نے لکھا تھا کہ آپکی ذریت بالکل منقطع ہو جاویگی۔ اور آپکی نسل ترقی نہیں کریگی مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا کہ میں تجھے صالح اولاد عطا کرونگا اور پھر آپکو ابراہیم کہا گیا جس سے یہ مراد تھی کہ آپکو حضرت ابراہیمؑ کیطرح کثرت سے اولاد دیجاویگی۔ سو خدا تعالیٰ نے آپکی اولاد میں برکت دی

آریہ سماج نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر معمولی ترقی کو دیکھ لیا۔ اور پنڈت لیکھرام کا ابتر اور مقطوع النسل ہونے کا بھی انہوں نے مشاہدہ کر لیا پس خاندان مسیح موعودؑ کا ایک ایک فرد آریہ سماج کے لئے صداقت اسلام کی دلیل اور آریہ سماج کے بطلان کا بیّن ثبوت ہے کاش کہ آریہ سماج غور کرے

(قائمقام ایڈیٹر)

خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد وجودی پرنٹر کے چھپا اور شیخ یعقوب علی پبلشر نے تراب منزل قادیان سے شائع کیا

نظم الوداع

مولوی غلام احمد صاحب اختر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں آپ پہلے چاچڑان شریف کے مرید تھے۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان بلند کا جو اعتراف فرمایا اس نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کا شرف عطا کیا آپ فارسی زبان کے نہایت قابل شاعر ہیں اور اہل زبان کی عالمانہ قدرت فارسی زبان پر رکھتے ہیں ۸ جولائی ۱۹۲۰ء کو یہ نظم آپ نے بعد عصر حضرت کے حضور پڑھی

ایڈیٹر

نفس ار بہ آہِ رسا رسد نے از اثر بدعا رسد
زخرامِ ناز تو پا رسد کہ غبار ما بسما رسد

چو بکوچۂ تو فرا رسد دل خون گرفتہ بجا رسد
بسرشس سر و کف پا رسد کہ زخون ملو بحنا رسد

زبتان اگرچہ جفا رسد بلباس ناز و ادا رسد
بحقیقت آنچہ بما رسد دل مہربان بشمار رسد

دم واپسین است درنگِ ما بہت از ہا و نہنگ ما
خمِ چین زلف فرنگ ما چہ بہ اگر بہ بینش ما رسد

نگہے زچشم سیاہِ تو دل و دین فگندہ براہِ تو
کفِ خاک ماست گواہِ تو کہ بجائے سر فرا رسد

زخرامِ نازِ تو ای صنم شدہ حشرِ فتنہ بہر قدم
بفرنگ و مصر و عرب عجم دمِ نفخ صور زپا رسد

رُخِ شرمگین تو از حیا بہ نگاہ گفت مکن جفا
زدہ قوس حاجبت این نوا کہ مبادا زد بخطا رسد

زصنم بر آنچہ فرا رسد چہ کرم چہ جور و جفا رسد
زدلِ شکستہ دعا رسد کہ ہمہ بناز و ادا رسد

بہ نگاہِ ناز تو اے صنم دل ماست شیفتہ ستم
زتغافل آہ فسون مدم کہ اجل بقصد دوا رسد

چو بخواندہ بعنایتے عجب است بعد ولایتے
کرم و غنا است بغایتے کہ نہ دست عقل رسا رسد

چو نگاہِ ناز خدنگ شد بت ما بسیر فرنگ شد
کہ زصید عقل درنگ شد ہمہ جا کمند رسا رسد

بقدست چو فتنہ نظر نبود زدل نہ زخود خبر
چو رسی بملک بعید تر چہ زما بیا بشمار رسد

بفرنگِ شیفتہ ہنر نبود زعشق خدا خبر
بجہالت ار فتدش نظر زجنون بعقل دو تا رسد

پئے دین چو شیر و پلنگ و فنِ بشکار شام و فرنگ رو
بشکن صلیب و بجنگ شو کہ ظفر بہ دین خدا رسد

چو مسیح حربہ بجنگ کن بشتاب عزمِ فرنگ کن
بصف و جاجلہ جنگ کن کہ خدا بنصر تو وا رسد

تو بعقل و دین شدہ کاملی تر و خشک ہر دو چو ساحلی
تو بہ بحرِ شام مماثلی کہ بشرق و غرب بجا رسد

تو بفضل جان جہان شدی تو سحاب عالم جان شدی
سوئے کشت مردہ روان شدی کہ ہمہ بہ برگ و نوا رسد

بشہود حسن محمدی بنمود مہدی و احمدی
تو امام چاردہم صدی بہ تو قوم تا بخدا رسد

بشتاب عزم فرنگ کن ہمہ آبگینہ زسنگ کن
بہ نفس زدودن زنگ کن کہ دل جہان بصفا رسد

بعرب عجم تو یکے بسی ہمہ بیکس اند تو یک کسے
بہ امان روی بظفر رسی ز تو بحر و بر بضیا رسد

بدر تو ہر کہ فرا رسد اگر از فرنگ خطا رسد
زنگہ بنور و ضیا رسد شود اختر ارچہ گدا رسد

دارالامان کی خبریں

(۱) تمام خاندان نبوت بخیر و عافیت ہے

(۲) سلسلہ کے تمام کام عمدگی اور انتظام سے جاری ہیں

(۳) موسم برسات قریب آرہا ہے۔ ۲۰-۲۱ جولائی کو خفیف سی بارش ہوئی۔

(۴) جناب سیٹھ ابوبکر یوسف جمال صاحب آف جدہ مع اہل و عیال حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی روانگی سے قبل قادیان پہنچ گئے تھے کچھ عرصہ دارالامان میں قیام رکھیں گے۔

(۵) ۲۰ جولائی کو مولوی ناصر الدین صاحب مولوی فاضل فارغ التحصیل مدرسہ احمدیہ ضلع ہوشیارپور میں اور مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل ضلع جالندھر میں اور مولوی فضل الدین صاحب مولوی فاضل فارغ التحصیل مدرسہ احمدیہ ضلع جہلم میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے ہیں خدا تعالیٰ ہر سہ اصحاب کو مظفر و منصور کرے۔

(۶) ۱۹ جولائی کو مولوی ارجمند خان صاحب مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ فتنہ ارتداد میں تین ماہ کے لئے آگرہ تشریف لیگئے

(۷) نماز عصر کے بعد مسجد اقصیٰ میں جناب مولوی شیر علی صاحب قرآن مجید کا اور جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب بخاری شریف کا درس دیتے ہیں۔

(۸) مدرسہ احمدیہ موسمی تعطیلات ہو جانے سے بند ہے تعلیم الاسلام ہائی سکول ۱۹ جولائی کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے فرزند ارجمند کے تولد کی خوشی میں بند رہا اور ۲۰ جولائی کو بوجہ بارش ہونیکے۔

(۹) ۲۱ جولائی کو حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے صاحبزادہ مفتی عبدالسلام کی تقریب ولیمہ پر امراء و غرباء کو وقت معینہ پر ایک پر تکلف دعوت دی۔

(۱۰) خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ قادیان کے مولوی فاضل کلاس کا نتیجہ پنجاب یونیورسٹی میں ہمیشہ اعلیٰ درجہ پر رہا ہے امسال آٹھ طلباء شامل امتحان ہوئے تھے جنہیں سے ایک فیل اور سات پاس ہوئے خدا تعالیٰ سب کو خادم دین بنائے آمین۔

اور اس تقریب پر ہم افسر و منیجر و ہیڈ ماسٹر اور باقی اساتذہ مدرسہ احمدیہ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

پاس ہونے والے اصحاب کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری (۲) مولوی عبداللہ صاحب ہزاروی (۳) مولوی فضل الدین صاحب (۴) مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری (۵) مولوی عبداللہ صاحب مالاباری (۶) مولوی عزیز بخش صاحب (۷) مولوی عبدالغفور صاحب

جماعت احمدیہ کو مدرسہ احمدیہ کی طرف خاص طور سے توجہ کرنی چاہیئے اور علم دین کے حاصل کرانیکے لئے اپنے لڑکوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرانا چاہیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ

بٹالہ سے بمبئی تک کے تفصیلی حالات

[احباب یاد رکھیں کہ اخباری رپورٹ میں وہ تفصیلات جو سفرنامہ میں ہو سکتی ہیں نہیں ہوں گی۔ خاکسار یعقوب علی تراب عرفانی]

بٹالہ سٹیشن

بٹالہ سٹیشن پر گاڑی آ چکی تھی۔ جب حضور کی موٹر سٹیشن پر آئی۔ دیر سے پہونچنے کی وجہ ایک تو بڑا اجماع پر لوگوں سے مصافحہ کرنے میں بہت وقت صرف ہوا۔ پونے دس کے قریب وہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ پھر راستہ میں موٹر ایسی معمولی امراض میں مبتلا ہوتے رہے۔ اور حضرت اگرچہ آگے نکل جاتے تو ٹھیر کر دوسری موٹر کا انتظار فرماتے۔ باوجودیکہ وقت تنگ ہو رہا تھا اور خدام سفر گھبرا رہے تھے کہ مبادا ٹرین نکل جائے گا۔ حضرت کے چہرہ پر اطمینان اور مستقل مزاجی کی رَو دوڑتی نظر آتی تھی۔ باوجودیکہ موٹر دیر سے پہونچے اور گاڑی بھی آ چکی تھی لیکن آپ اُسی اطمینان سے اُترے اور احباب سے مصافحہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

اژدہام

بٹالہ سٹیشن پر احباب و خدام اور دوسرے لوگوں کا اس قدر جمع ہو گیا تھا کہ جماعت بٹالہ نے باوجودیکہ فوٹو کا انتظام کیا ہوا تھا مگر اس میں کامیابی نہ ہو سکی جس طرح سمندر میں موج اٹھتی ہے اسی طرح انسانوں کی یہ متحرک موج ایک عجیب منظر پیش کرتی تھی۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے بھی فوٹو لینا چاہا اور بٹالہ کے احباب نے بھی بہت کوشش کی مگر کامیابی محال ہو چکی تھی۔ بٹالہ سٹیشن پر ضلع گورداسپور کی مختلف جماعتوں کے نمایندے کثیر تعداد میں موجود تھے اور چونکہ بٹالہ

باب القادیان ہے

اس لئے قادیان کے اکثر احباب بھی مشایعت کے لئے یہاں آئے اور بعض اُن میں سے سہارنپور تک پہونچے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ میاں فخر الدین صاحب ملتانی اجک کتاب گھر اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل سہارنپور تک آئے کرنیل فضل کریم صاحب کا دوسرا لڑکا لودہانہ تک ساتھ آیا۔ ان کے علاوہ خان صاحب منشی فرزند علی صاحب جو راولپنڈی سے قادیان آئے تھے وہ جالندھر تک سعادت اندوز رہے۔

گاڑی کی روانگی

گاڑی کی روانگی کا نظارہ قابل دید تھا سینکڑوں آدمی پائدانوں پر کھڑے تھے اور سینکڑوں کی تعداد میں گاڑی کے ساتھ دوڑتے تھے اور اپنی انتہائی کوشش سے ایسی مسابقت کرنا چاہتے تھے کہ اس سے آگے نکل کر اپنے آقا کے پاس پہونچ جاویں۔ اور مصافحہ کر لیں۔

اخلاص قربانی کیلئے تیار کر دیتا ہے

دراصل نفسیات کا یہ سر ہے کہ جب کسی چیز کی محبت غالب آ جاتی ہے تو اس کے لئے انسان ہر قسم کی قربانی حتی کہ اپنی جان کو بھی قربان کر دینا آسان سمجھتا ہے۔ ان دوستوں کے جذبات محبت و اخلاص اور ہر اس جان میں ایک جذبہ ہو رہی تھی۔ آخر محبت خوف پر غالب آئی۔ اس لئے انہوں نے مصافحہ اور خدا حافظ کہنے کی اس جد و جہد میں اگر خدانخواستہ پاؤں پھسل گیا یا دھکا لگ گیا تو کیا نتیجہ ہوگا۔ ذرا بھی پرواہ کی گاڑی اپنی رفتار سے دوڑتی تھی اور احباب ساتھ ساتھ دوڑتے اور مصافحہ کرتے تھے۔ وہ وقت خطرہ کا تھا۔ اگر ایک ہی آدمی ہوتا تو ممکن تھا خطرہ کم ہوتا۔ مگر جب ایک کثیر تعداد دوڑتی ہوئی جا رہی ہو تو خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دھکے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ

اس رُوح کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی

امام کیلئے اپنی ہر قربانی کا جذبہ پیدا کرو

جب تک کوئی قوم کوئی جماعت اپنے اندر یہ شعور پیدا کر کے فیصلہ نہیں کر لیتی کہ وہ اپنے امام کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے انشراح تام رکھتی ہے اس وقت تک اس کی کامیابی اور ترقی کا خیال ایک موہوم خیال ہوتا ہے اس حس کے پیدا ہونے کے یہ علامات تھے۔ اور ایسے ہی موقعہ پر اس کا امتحان ہو جاتا ہے۔ یہ بیشک ایک معمولی اور ادنیٰ سی بات تھی مگر اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ اور اولاد سے بھی بڑھ کر اسکا محبوب نہ ہو جاؤں۔

اِس میں یہی مدعا ہے کہ قربانی کی رُوح کامل طور پر اسی محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ بہرحال یہ نظارہ محبت امام کا ایک پیارا منظر تھا۔ جس کے ساتھ دیکھنے والوں کے لئے خوفناک منظر بھی تھا۔ اور خطرہ تھا کہ کسی کو نقصان نہ پہونچ جائے۔

مگر یہ جماعت مخلصین دوڑتی رہی۔ جب تک پلیٹ فارم ختم نہ ہو گیا۔ اور ریل کی تیز رفتاری نے ان کو پیچھے نہ ڈال دیا۔ پائدانوں پر جو جماعت تھی وہ کھڑی رہی ہے۔

وسعت قلب کا ایک سرسری نظارہ

آپ کی گاڑی کا کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مگر پھر بھی آپ نے کسی کو اندر آنے سے روکنے نہیں دیا۔ یہ اسی محبت کا نتیجہ تھا۔ جس سے یہ کشش اور جذب لوگوں میں پیدا ہوا۔ حقیقت میں آپ کی اسی محبت کی تاریں ہی تو تھیں جو دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ اپنے خدام کے لئے آپ خود بھی ہر قربانی کو آسان سمجھتے ہیں۔ ریلوں میں آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ کس طرح باوجود جگہ ہونے کے آپس میں لڑتے اور جھگڑتے ہیں اور یہاں حالت ہی اور ہے۔ شدید گرمی کا موسم ہے۔ اور ہجوم کا صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ مگر باوجود اس کے نہایت خوشی اور خندہ پیشانی سے مخلوق کو اندر جمع کر رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے اس امر کی کہ

محبت محبت کو پیدا کرتی ہے

غرض گاڑی کی تیز رفتار نے نظروں سے بٹالہ کے منظر کو چھپا دیا۔ مگر پائدانوں پر چڑھی ہوئی مخلوق اور اس نظارہ کا تصور دماغ میں اس کی یاد تازہ کرتا جاتا تھا۔ کہ ہم امرتسر پہونچے۔ بٹالہ سے امرتسر تک کے سٹیشنوں پر زائرین کا ایک تانتا بندھا ہوا تھا۔

کثرت کام کا اثر

گاڑی میں میں نے سوال کیا کہ گذشتہ کئی ماہ سے جو مصروفیت ہے۔ اور جس کثرت سے کام ہوا ہے اس کے بعد صحت پر اب کیا اثر ہے۔ فرمایا:-

"محسوس ہی نہیں ہوتا۔ اس وقت تک طبیعت اسی رَو میں جا رہی ہے جو کام کرنے کی حالت میں تھی۔ اصل میں جب ایک بہت بڑا احساس ہو تو دوسرے احساس اسکے نیچے دب جاتے ہیں۔ یہی میرا حال ہے۔ اس کام کی ضرورت اور اہمیت اور فکر نے مجھے اپنی صحت کا خیال آنے ہی نہیں دیا۔"

اخلاص و محبت کا ایک عجیب منظر

بٹالہ سٹیشن پر میں نے محبت و اخلاص کا ایک عجیب منظر دیکھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محبت رقت کس طرح پیدا کر دیتی ہے۔ میں نے ایک قریب بہ بلوغ لڑکے اور ایک بڈھے کو دیکھا کہ وہ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے محض اس لئے کہ اس ہجوم میں ان کو زیارت اور مصافحہ کا موقعہ نہیں ملتا۔ اور وہ اتنی دوڑ دھوپ کر کے اپنے گاؤں سے اسی غرض کے لئے آئے تھے۔ یہ واقعات اپنے اثر اور کیف کو جس طرح قلوب میں ڈالتے ہیں وہ الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتا۔ ایسے مناظر کا مفہوم صرف آنکھ دکھاتی ہے۔ گویا زبان چشم بیان کرتی ہے۔ اور گوشِ دل ان رموز کو سنتا سمجھتا۔ اور بالآخر لذت حاصل کرتا ہے۔

دوسروں کا بھی حق ہے

ایسے ہی کمرے میں چونکہ سب دوست نہ بیٹھ سکتے تھے اِس لئے جنتی پور جب پہونچے تو فرمایا کہ

"اب میں تھوڑی دیر ادھر جا کر بیٹھتا ہوں کہ سب کا حق ہے۔"

چنانچہ آپ دوسرے کمرہ میں تشریف لے گئے۔

یہ احساس مبارک جماعت کی تربیت کا اصلی راز ہے۔ آپ کو اپنے تمام خدام سے جو تعلق ہے وہ وہی ہے جو

ایک ماں کو اپنے بچوں سے ہوتا ہے

سفر کا معاملہ ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ہر شخص اس کمرہ میں نہیں آ سکتا جس میں آپ تھے۔ مگر آپ اس مقام پر بھی اور ایسے حالات میں بھی دوسروں کے جذباتی حقوق کی نگہداشت فرماتے ہیں اور اپنے عمل سے دکھلاتے ہیں کہ جذباتی حقوق اور احساسات کی نگہداشت کس طرح ہو سکتی ہے۔

اپنے رفقاء سفر کو کئی مرتبہ ایک دوسرے کے احساسات

کی نگہداشت کے لئے ہدایت فرما چکے ہیں اور میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ آپ اس کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ امرتسر پہونچ کر جب ہم سب خواجہ مظہر حسین صاحب کی کوٹھی پر پہونچ گئے۔ اور کھانے کے کمرے میں گئے تو آپ نے خاکسار عرفانی کو فرمایا کہ کھانے کا انتظام آنے والوں کے لئے ہے۔ یا صرف ہمارے لئے۔ اگر ہمارے ہی لئے ہے تب بھی سب کو بلالو۔ ایک کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے۔"

اور فرمایا کہ ایسے طور پر یہ معلوم کرو کہ کسی کو ناگوار نہ گذرے۔ لیکن کھانے کا انتظام جماعت نے کیا ہوا تھا اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ سب دوست جنہوں نے کھانا ابھی نہیں کھایا کھانے کے لئے آ گئے ہیں۔ تب آپ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

ایسا ہی گھونگل کے اسٹیشن پر ایک ہجوم دوڑ کر آیا۔ اور گاڑی میں جو پہلے ہی بھری ہوئی تھی مصافحہ کے لئے اندر آ گھسا۔ کیونکہ اس امر لے آنے والوں کو ان کے گھروں سے جو گھونگل سے دور تھے اس شدت گرما میں نکالا تھا ہجوم مردمان سے تنفس اور پسینہ کی وجہ سے دم گھٹنے لگتا ہے اور جو حالت ہوتی ہے وہ سب جانتے ہیں۔ ایک دوست نے اس ہجوم کو روکنا چاہا۔ آپ نے فرمایا۔

"مت روکو۔ ملنے ہی کے لئے آئے ہیں آنے دو۔ وہ اسی غرض کے واسطے تو سفر کر کے آئے ہیں۔ کسی کو بھی نہ روکا جاوے۔"

اسی اسٹیشن پر مولوی محمد اسماعیل صاحب کسی دوسری گاڑی میں سے نکل کر آئے۔ ان کو دیکھ کر مسکرا کر پوچھا۔

"آپ کب آ گئے۔ ہم نے سمجھا تھا۔ رہ گئے۔ ایک دوست نے وثوق سے کہا تھا کہ چلے گئے ہیں۔"

اس استفسار کی تفسیر طویل ہے۔ آپ کو اپنے خدام سے جو تعلق ہے وہ اس کی شرح ہے۔

آپ کی مصروفیت کا عالم

باوجود احباب کی آمد ملاقات اور ان کے معروضات کے

جو آپ نے گاڑی میں بھی کام کو جاری رکھا۔ گھونگل جب گاڑی چل پڑی تو آپ قلم کاغذ لے کر بیٹھ گئے اور آپ نے تین تار اپنے ہاتھ سے لکھے۔ ایک برلن کو۔ ایک بمبئی کو اور ایک دلی کو۔ بمبئی میں جو تار دیا گیا تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ عید کی نماز میں توقف کرو۔ تاکہ ہم شامل ہو جائیں۔ اس وقت تک پروگرام کے لحاظ سے یہی خیال تھا کہ بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے پر ہم سوار ہو سکیں گے۔ اسلئے آپ کا عزم تھا کہ گاڑی سے اترتے ہی عید کی نماز کو جائینگے لیکن جب سہارنپور آ کر معلوم ہوا کہ ہم اس گاڑی کو مس کر چکے ہیں تو پھر تار دیا گیا کہ نماز پڑھ لیں۔

قدرتی طور پر انسان آرام چاہتا ہے اور پھر سفر میں اور بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر حضرت امام کو دیکھو گذشتہ چار ماہ سے بے حد مصروف ہیں یہانتک کہ کبھی تین چار گھنٹہ سے زیادہ سو نہیں سکے۔ چنانچہ جب آپ سے ذوالفقار علیخان صاحب نے پوچھا کہ آپ کی نیند کا معمولی وقت کتنا ہے تو فرمایا "کوئی معمول ہی نہیں رہا۔" آپ کا یہ طرز عمل بالکل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام کی عملی تفسیر ہے۔

ہمہ در دور ایں عالم امان و عافیت خواہد
چہ افتاد ایں سر مارا کہ میخواہد مصیبت را

گاڑی کا انتظام اور ریلوے حکام کا شکریہ

بابو عبد الحمید صاحب سکرٹری لاہور نے

حکام ریلوے سے ایک چٹھی کے ذریعہ خواہش کی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ معہ اپنے خدام کے ولایت جا رہے ہیں۔ ان کے لئے ایک گاڑی ریزرو کی جاوے تاکہ راستہ میں تکلیف نہ ہو۔ حکام ریلوے نے اس کے متعلق ضروری احکام جاری کر دئے تھے اگرچہ یہ ایک ان کا عملی ضابطہ ہے مگر ہم کو جو شکر گذاری کی تعلیم دی گئی ہے اس کے لئے ان کے شکر گذار ہیں۔ اور بابو عبد الحمید صاحب کے ذریعہ لاہور کی جماعت کی یہ کوشش قابل تحسین۔

بٹالہ سے ہی ٹکٹ قلابہ تک کے لئے گئے تھے۔ جو بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے کا آخری اسٹیشن ہے۔ اگرچہ یہ اسلئے کیا گیا تھا کہ ہم کو دہلی میں ٹکٹوں اور سامان سفر کے بک کرانے کے لئے تکلیف نہ ہو۔ گاڑی کے بروقت نہ پہونچ سکنے کی وجہ سے یہ بجائے خود کسی قدر تکلیفات کا موجب ہوا۔ جیسا کہ قارئین کرام پڑھ چکے ہیں۔ سہارنپور سے ہم بمبئی میل میں سوار ہو چکے ہیں اور اسی میں اس وقت تک کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں (۱۴-جولائی ۱۹۲۴ء ۱۰۶ بجے دن) جا رہے ہیں۔

مکرمی خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب کی رفاقت نے خدا کے فضل سے بہت مدد دی۔ ان کی دوڑ دھوپ اور بعض شملہ کے احباب کے تعاون نے بمبئی میل میں انتظام کرا دیا۔ اور سامان جو بک ہو چکا تھا اسے بمبئی میل میں رکھوانے کے لئے بہت کوشش بکار تھی اور خدا نے اس کے سامان کر دیئے۔

بیان قوم لوط

بارہویں پارہ میں ذکر آتا ہے کہ یجادلنا فی قوم لوط کہ حضرت ابراہیم قوم لوط کے بارہ میں ہم سے جھگڑنے لگے۔ آخر ان کو فیصلہ سنایا گیا انہم اتیہم عذاب غیر مردود کہ ان سے عذاب نہیں ٹل سکتا و لما جاءت رسلنا لوطا سیئ بہم و ضاق بہم ذرعا و قال ہذا یوم عصیب جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط پاس آئے سیئ بہم قوم لوط نے ان کے آنے کو برا منایا اور ان کے حق میں تنگ دلی سے کام لیا اور فراخ حوصلگی ترک کر دی اور انکی اس حالت جوش اور مخالفت کو دیکھ کر حضرت لوط نے کہا کہ خدا خیر کرے یہ دن بہت سخت نظر آتا ہے نبی کا بڑا کام تبلیغ حق ہی ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اسکو دوسروں پر سبقت ہوتی ہے۔ وہ تو لوگوں کے پیچھے پڑ کر جان کو خطرات میں ڈال کر بھی تبلیغ کرتے ہیں کیا ہو سکتا ہے کہ ان کے گھر میں کوئی شخص چلکر آئے اور وہ بجائے خوش ہونے کے اس کو برا مانیں۔

پس حضرت لوط نے ان کو برا نہیں مانا۔ بلکہ قوم لوط نے ان کے آنے کو برا مانا کیونکہ چودھویں پارہ کی آیت "قالوا او لم ننہک عن العٰلمین" سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم لوط نے حضرت لوط کو غیر اور اجنبی آدمیوں کو ان کے پاس آنے جانے سے منع کیا ہوا تھا کہ شاید ہماری مخالفت کی وجہ سے یہ غیروں سے تعلق پیدا کر کے ہماری تباہی کا موجب نہ بنے اسلئے قوم لوط نے اپنے فیصلہ کی خلاف ورزی ہوتے دیکھ کر سخت برا مانا اور اس کا فعلی ثبوت یہ دیا کہ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ۔ لوط کی قوم دوڑتی ہوئی اس کی طرف آئی۔ خدا تعالے فرماتا ہے ان کا یہ قصور اور گستاخی کوئی نیا گناہ نہیں بلکہ وہ پہلے سے ہی بدیاں کرتے چلے آئے ہیں گویا وہ عادی مجرم ہیں۔

"قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ۔"

انسان کا یہ فطرتی تقاضا ہے کہ گھر میں کوئی مہمان آیا ہوا ہو تو اسوقت کوئی گاؤں کا آدمی مہمان کے سامنے اس کو تو کر کے بھی پکارے تو اسکو ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے۔ کہ میرا مہمان دل میں کیا خیال کرتا ہوگا۔ کہ گاؤں کے لوگوں میں بھی میری عزت ہے اس سے ایک شریف انسان اندازہ لگا سکتا ہے کہ اگر کسی شریف کے گھر میں معزز مہمان آئے ہوئے ہوں اسکے گھر میں اس کی بہو بیٹیاں بھی ہوں ایسی حالت میں ایک شخص نہیں بلکہ ایک جتھہ کا جتھہ بے تحاشہ اسکے گھر میں گھس آئے اسکے لئے کس قدر ذلت اور رسوائی کا موجب ہے۔ کیا اسکے دل میں یہ خیال نہیں آئے گا کہ میرے مہمان کیا کہتے ہونگے کہ یہ شخص اور اس کی لڑکیاں قوم میں یہی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کی عزت اور عصمت کی رتی بھر پروا نہیں کی جاتی سو اس فطرتی تقاضے کے مطابق قوم کی ایسی ناجائز مداخلت پر حضرت لوط نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اے میری قوم تم جوش تعصب میں ایسے اندھے ہو کر میرے گھر میں آ گھسے ہو کہ میری ان لڑکیوں کا بھی تم کو کچھ خیال نہیں آیا۔ ادھر میرے معزز مہمان میرے گھر میں بیٹھے ہیں گو تم اپنی اس حرکت سے ان پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو کہ یہ شریفانہ گھر ہے حالانکہ تمہارے نزدیک بھی یہ امر مسلم ہے کہ میری لڑکیاں پاک دامن ہیں۔ تم ان پر حرف گیری نہیں کر سکتے

کی نگہداشت کے لئے ہدایت فرما چکے ہیں اور میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ آپ اس کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ امرتسر پہونچ کر جب ہم سب خواجہ مظہر حسین صاحب کی کوٹھی پر پہونچ گئے۔ اور کھانے کے کمرے میں گئے تو آپ نے خاکسار عرفانی کو فرمایا کہ کھانے کا انتظام آنے والوں کے لئے ہے۔ یا صرف ہمارے لئے۔ اگر ہمارے ہی لئے ہے تب بھی سب کو بلالو۔ ایک کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے۔"

اور فرمایا کہ ایسے طور پر یہ معلوم کرو کہ کسی کو ناگوار نہ گذرے۔ لیکن کھانے کا انتظام جماعت نے کیا ہوا تھا اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ سب دوست جنہوں نے کھانا ابھی نہیں کھایا کھانے کے لئے آگئے ہیں۔ تب آپ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

ایسا ہی کٹھونگل کے اسٹیشن پر ایسا ہجوم دوڑ کر آیا۔ اور گاڑی میں جو پہلے ہی بھری ہوئی تھی مصافحہ کے لئے اندر آگھسا۔ کیونکہ اس امر نے آنے والوں کو ان کے گھروں سے جو کٹھونگل سے دور تھے اس شدت گرما میں نکالا تھا۔ ہجوم مردمان سے تنفس اور پسینہ کی وجہ سے دم گھٹنے لگتا ہے اور جو حالت ہوتی ہے وہ سب جانتے ہیں۔ ایک دوست نے اس ہجوم کو روکنا چاہا۔ آپ نے فرمایا۔

"دوست روکو مت۔ ملنے ہی کے لئے آئے ہیں آنے دو۔ وہ اسی غرض کے واسطے تو سفر کر کے آئے ہیں۔ کسی کو بھی نہ روکا جاوے۔"

اسی سٹیشن پر مولوی محمد اسماعیل صاحب کسی دوسری گاڑی میں سے نکل کر آئے۔ ان کو دیکھ کر مسکرا کر پوچھا۔

"آپ کب آگئے۔ ہم نے سمجھا تھا۔ چلے گئے۔ ایک دوست نے وثوق سے کہا تھا کہ چلے گئے ہیں۔"

اس استفسار کی تفسیر طویل ہے۔ آپ کو اپنے خدام سے جو تعلق ہے وہ اس کی شرح ہے۔

آپ کی مصروفیت کا عالم
باوجود احباب کی آمد ملاقات اور ان کے معروضات کے

جواب کے آپ نے گاڑی میں بھی کام کو جاری رکھا۔ کٹھونگل جب گاڑی چل پڑی تو آپ قلم کاغذ لے کر بیٹھ گئے اور آپ نے تین تار اپنے ہاتھ سے لکھے۔ ایک برلن کو۔ ایک بمبئی کو اور ایک دلی کو۔ بمبئی میں جو تار دیا گیا تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ عید کی نماز میں توقف کرو۔ تاکہ ہم شامل ہو جائیں۔ اس وقت تک پروگرام کے لحاظ سے یہی خیال تھا کہ بی۔ بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے پر ہم سوار ہو سکیں گے۔ اسلئے آپ کا عزم تھا کہ گاڑی سے اترتے ہی عید کی نماز کو جائینگے لیکن جب سہارنپور آکر معلوم ہوا کہ ہم اس گاڑی کو مس کر چکے ہیں۔ تو پھر تار دیا گیا کہ نماز پڑھ لیں۔

قدرتی طور پر انسان آرام چاہتا ہے اور پھر سفر میں اور بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر حضرت امام کو دیکھو گذشتہ چار ماہ سے بے حد مصروف ہیں یہانتک کہ کبھی تین چار گھنٹہ سے زیادہ سو نہیں سکے۔ چنانچہ جب آپ سے ذوالفقار علیخان صاحب نے پوچھا کہ آپ کی نیند کا معمولی وقت کتنا ہے تو فرمایا "کوئی معمول ہی نہیں رہا۔ آپ کا یہ طرز عمل بالکل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کلام کی عملی تفسیر ہے۔

ہمہ درد دور ایں عالم امان و عافیت خواہد
چہ افتاد ایں سر مارا کہ میخواہد مصیبت را

گاڑی کا انتظام اور ریلوے حکام کا شکریہ
بابو عبدالحمید صاحب سکرٹری لاہور نے

حکام ریلوے سے ایک چھٹی کے ذریعہ خواہش کی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ مع اپنے خدام کے ولایت جا رہے ہیں۔ ان کے لئے ایک گاڑی ریزرو کی جاوے تاکہ راستہ میں تکلیف نہ ہو۔ حکام ریلوے نے اس کے متعلق ضروری احکام جاری کر دئے تھے اگرچہ یہ ایک ان کا عملی ضابطہ ہے مگر ہم کو جو شکر گذاری کی تعلیم دی گئی ہے اس کے لئے ان کے شکر گذار ہیں۔ اور بابو عبدالحمید صاحب کے ذریعہ لاہور کی جماعت کی یہ کوشش قابل تحسین۔

بٹالہ سے ہی ٹکٹ قلابہ تک کے لئے گئے تھے۔ جو بی بی اینڈ سی۔ آئی ریلوے کا آخری سٹیشن ہے۔ اگرچہ یہ اسلئے کیا گیا تھا کہ ہم کو دہلی میں ٹکٹوں اور سامان سفر کے بک کرانے کے لئے تکلیف نہ ہو۔ گاڑی کے بروقت نہ پہونچ سکنے کی وجہ سے یہ بجائے خود کسی قدر تکلیف کا موجب ہوا۔ جیسا کہ قارئین کرام پڑھ چکے ہیں۔ سہارنپور سے ہم بمبئی میل میں سوار ہو چکے ہیں اور اسی میں اس وقت تک کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں (۱۴- جولائی ۱۹۲۴ء ۱۰ بجے دن) جا رہے ہیں۔

مکرمی خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب کی رفاقت نے خدا کے فضل سے بہت مدد دی۔ ان کی دوڑ دھوپ۔ اور بعض شملہ کے احباب کے تعاون نے بمبئی میل میں انتظام کرا دیا۔ اور سامان جو بک ہو چکا تھا اسے بمبئی میل میں رکھوانے کے لئے بہت کوشش بیکار تھی اور خدا نے اس کے سامان کر دیئے۔

بیان قوم لوط

بارہویں پارہ میں ذکر آتا ہے کہ جب فرشتے قوم لوط کی (؟) حضرت ابراہیم قوم لوط کے بارہ میں ہم سے جھگڑنے لگے۔ آخر ان کو فیصلہ سنایا گیا انھم اٰتیھم عذاب غیر مردود کہ ان سے عذاب نہیں ٹل سکتا و لما جاءت رسلنا لوطا سیٓء بھم و ضاق بھم ذرعا و قال ھذا یوم عصیب جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط پاس آئے سیٓء بھم قوم لوط نے ان کے آنے کو برا منایا اور ان کے حق میں تنگ دلی سے کام لیا اور فراخ حوصلگی ترک کر دی اور انکی اس حالت جوش اور مخالفت کو دیکھ کر حضرت لوط نے کہا کہ خدا خیر کرے یہ دن بہت سخت نظر آتا ہے نبی کا بڑا کام تبلیغ حق ہی ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اسکو دوسروں پر سبقت ہوتی ہے۔ وہ تو لوگوں کے پیچھے پڑ کر جان کو خطرات میں ڈال کر بھی تبلیغ کرتے ہیں کیا ہو سکتا ہے کہ ان کے گھر میں کوئی شخص چلکر آئے اور وہ بجائے خوش ہونے کے اس کو برا مانیں۔

پس حضرت لوط نے ان کو برا نہیں مانا۔ بلکہ قوم لوط نے ان کے آنے کو برا مانا کیونکہ چودھویں پارہ کی آیت "قالوا اَوَ لم ننھک عن العٰلمین" سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم لوط نے حضرت لوط کو غیر اور اجنبی آدمیوں کو ان کے پاس آنے جانے سے منع کیا ہوا تھا کہ شاید ہماری مخالفت کی وجہ سے یہ غیروں سے تعلق پیدا کر کے ہماری تباہی کا موجب نہ بنے اسلئے قوم لوط نے اپنے فیصلہ کی خلاف ورزی ہوتے دیکھ کر سخت برا مانا اور اس کا فعلی ثبوت یہ دیا کہ وَجَاءَہٗ قومہ یُھرعون الیہ۔ لوط کی قوم دوڑتی ہوئی اس کی طرف آئی۔ خدا تعالے فرماتا ہے ان کا یہ قصور اور گستاخی کوئی نیا گناہ نہیں بلکہ وہ پہلے سے ہی بدیاں کرتے چلے آئے ہیں گویا وہ عادی مجرم ہیں۔

"قال یٰقوم ھٰؤلاء بناتی ھنّ اطھر لکم فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید۔"

انسان کا یہ فطرتی تقاضا ہے کہ گھر میں کوئی مہمان آیا ہوا ہو تو اسوقت کوئی گاؤں کا آدمی مہمان کے سامنے اس کو تو کر کے بھی پکارے تو اسکو ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے۔ کہ میرا مہمان دل میں کیا خیال کرتا ہوگا۔ کہ گاؤں کے لوگوں میں بھی میری عزت ہے اس سے ایک شریف انسان اندازہ لگا سکتا ہے کہ اگر کسی شریف کے گھر میں معزز مہمان آئے ہوئے ہوں اسکے گھر میں اس کی بہو بیٹیاں بھی ہوں ایسی حالت میں ایک شخص نہیں بلکہ ایک جتھہ کا جتھہ لے تحاشہ اسکے گھر میں گھس آئے تو اسکے لئے کس قدر ذلت اور رسوائی کا موجب ہے کیا اسکے دل میں یہ خیال نہیں آئیگا کہ میرے مہمان کیا کہتے ہونگے کہ یہ شخص اور اس کی لڑکیاں قوم میں یہی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کی عزت اور عصمت کی رتی بھر پروا نہیں کی جاتی سو اس فطرتی تقاضے کے مطابق قوم کی ایسی ناجائز مداخلت پر حضرت لوط نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اے میری قوم تم جوش تعصب میں ایسے اندھے ہو کر میرے گھر میں آگھسے ہو کہ میری ان لڑکیوں کا بھی تم کو کچھ خیال نہیں آیا۔ ادھر میرے معزز مہمان میرے گھر میں بیٹھے ہیں گو تم اپنی اس حرکت سے ان پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو کہ یہ شریفانہ گھر ہے حالانکہ تمہارے نزدیک بھی یہ امر مسلم ہے کہ میری لڑکیاں پاک دامن ہیں۔ تم ان پر حرف گیری نہیں کر سکتے

پس کچھ تو خدا کا خوف کرو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں حضرت لوط نے لڑکیوں کے ساتھ اپنی بیوی کا ذکر نہیں کیا ایک تو یہ کہ وہ عجوزہ بڑھیا تھی دوسرا اسلئے کہ وہ حضرت لوط کی مخالف تھی اور اپنی قوم سے ملی ہوئی تھی قالوا لقد علمنا ما لنا فی بناتک من حق وانک لتعلم ما نرید۔ قوم لوط نے جواب دیا کہ تو اچھا بھلا جانتا ہے کہ تیری لڑکیوں کے بارے میں ہمیں کسی قسم کا حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان کی عصمت میں ہاتھ ڈالیں اور تجھ پر کسی قسم کی حرف گیری کریں اس بہانہ سے تو ہمیں ملزم کرتا اور خود بری ہونا چاہتا ہے ہمارا اصلی ارادہ تو خوب جانتا ہے یہ ہے کہ ہم حرف گیری کرتے ہیں اور تو ہمارا مجرم ہے کیونکہ تجھکو منع کیا ہوا تھا کہ کوئی غیر اجنبی تیرے ہاں نہ آنے پائے۔ تو نے کیوں غیروں کو گھر میں گھسنے دیا۔ قال لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید تب حضرت لوط نے کہا کاش مجھ میں تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی بلکہ اب میں خدا کی پناہ میں آتا ہوں دوسری جگہ انیسویں پارہ میں فرماتے ہیں رب نجنی واہلی مما یعملون۔ کہ اے میرے رب مجھے اور میرے اہل کو اس کارروائی سے جو یہ میرے مقابلہ میں کرنا چاہتے ہیں بچا پس اگر حضرت لوط کو فکر تھی تو حرف اپنی تھی کیونکہ قوم انہیں پر حملہ آور ہوئی تھی نہ کہ مہمانوں پر ورنہ حضرت لوط اپنے مہمانوں کے لئے انکی نجات کی دعا کرتے اسلئے مہمان بھی یہ کہتے ہیں قالوا یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک۔ کہ اے لوط ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں تیری دعا قبول ہوگئی ہے یہ لوگ ہرگز تجھ پر حملہ کرکے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ اے لوط تو ہماری فکر نہ کر ہم خدا کے رسول ہیں یہ لوگ ہمیں ہاتھ نہیں لگا سکتے بلکہ کہتے ہیں تو اپنی فکر نہ کر جس سے ثابت ہے کہ وہ مہمانوں کو ایذا نہیں دینا چاہتے تھے۔ اسکے ساتھ ہی چودھویں پارے کی آیات کی تشریح بھی ضروری ہے تا تطبیق ہو کر مطلب واضح ہو جائے۔ وجاء اہل المدینۃ یستبشرون کہ جب فلما جاء آل لوط ن المرسلون۔ کے ماتحت حضرت لوط کے گھر خدا کے مرسل آئے تو شہر کے لوگ خوش خوش آپہنچے پہلی آیات میں قوم لوط کی نسبت سیٔ بہم وضاق بہم فرمایا ہے جس سے انکی ناراضگی اور غصہ کا پتہ لگتا ہے۔ اور یہاں پر لکھا ہے کہ وہ خوش خوش آئے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بعض غصہ اور جوش مسرت آمیز ہوتا ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص اپنے دشمن پر قابو پالے تو ایک طرف تو جوش انتقام اور غصہ ہوتا ہے اور دوسری طرف دشمن پر قابو پالینے کی خوشی اور مسرت بھی ہوتی ہے تو چونکہ قوم لوط کو حضرت لوط سے بدلہ لینے کا ایک بہانہ مل گیا اس لیے غصہ اور جوش انتقام کے ساتھ انکو حضرت لوط کے گھر اجنبی آدمیوں کے آنیکے بہانہ سے خوشی بھی ہوئی۔ قال ان ہؤلاء ضیفی فلا تفضحون واتقوا اللہ ولا تخزون۔ حضرت لوط نے کہا خدا کا خوف کرو میرے مہمانوں میں مجھے ذلیل و رسوا نہ کرو۔ قالوا اولم ننہک عن العلمین۔ قوم لوط نے جواب دیا کہ ہم نے جو تجھے منع کیا ہوا تھا کہ تیرے گھر کوئی اجنبی دمی نہ آنے پائے تو نے کیوں ہماری حکم عدولی کرکے غیروں کو گھر میں داخل کیا۔ قال ہؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین حضرت لوط نے جواب دیا کہ وہ بیٹیاں اگر میرے اس قصور کے متعلق تم کوئی کارروائی کرنے والے ہو تو تم کرو مگر میری ان لڑکیوں کا تو خیال کرو یہ کونسی انسانیت اور شرافت ہے کہ ایک شریف آدمی کے گھر میں بے تحاشہ آگھسے ہو شرم کرو۔ لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون۔ تیری عمر کی قسم وہ اپنی مخالفت اور تعصب کے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں والسلام

خاکسار حافظ جمال احمد از سیالکوٹ

غیر احمدی مولویوں کی افسوسناک حالت

ایک دلچسپ مکالمہ

خاکسار اور برادرم بشیر علی صاحب کنجاہی آگرہ سے قادیان دارالامان آرہے تھے۔ غازی آباد سے جب ٹرین چلنے لگی تو جس ڈبہ میں ہم بیٹھے ہوئے تھے اسمیں پانچ مولوی غیر احمدی بھی آ گئے۔ بیٹھتے ہی ان میں سے ایک نے سوال کیا۔

غیر احمدی۔ آپ کہاں جارہے ہیں۔

بشیر علی۔ آگرہ سے آرہے ہیں قادیان شریف جارہے ہیں

غیر احمدی۔ کیا آپ مرزا احمدی ہیں (دوسرے کو مخاطب کرکے) لیجے مولوی صاحب آپکا تو شکار آگیا ہے۔

شمس = احمدی اور محمدی دونوں ہیں۔

غیر احمدی = آپ کی جماعت خاص طور پر اپنے آپ کو احمدی کہلواتی ہے۔

شمس = رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں احمد۔ اور محمد۔ آپنے آپکو کہنا شروع کیا۔ لیکن احمدی نہ کہا۔ اور نام کی مطلق پروا نہ کی احمدی کہلانیکی بجائے کوئی شخص حنفی کہلاتے لگا کوئی شافعی خدا تعالیٰ نے ہمیں سیدھے رستہ کی طرف ہدایت دی ہم حنفی و شافعی کہلانے کی جگہ اپنے آپ کو احمدی کہنے لگے دوسرے امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں حقیقت محمدیت حقیقت احمدیت میں جلوہ نمائی کریگی لہذا مسیح موعود آچکا اسوجہ سے اسکو ماننے والے احمدی کہلاتے ہیں۔

غیر احمدی - آپ کی جماعت تو بہت قلیل ہے۔

شمس = خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قلیل من عبادی الشکور۔ میرے بندوں میں سے قلیل ہی شکر گذار ہوتے ہیں۔

غیر احمدی = حدیث میں آتا ہے من شذ شذ

شمس = من شذ شذ۔ میں تو وہ لوگ مراد ہیں جو جماعت سے علیحدہ ہو جائیں۔ اسوقت تمام دنیا کے مسلمانوں میں سے صرف ہماری جماعت ہی جماعت کہلانیکی مستحق ہے کیونکہ جماعت وہی ہو سکتی ہے جو ایک نظام کے ماتحت ہو اور اسکا کوئی امام ہو۔ مسجد میں بہت سے لوگ اگر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے ہوں۔ تو کوئی نہیں کہیگا کہ جماعت ہو رہی ہے۔ ہاں اگر دو مقتدی ہونگے اور ایک امام تو کہا جائیگا کہ جماعت ہو رہی ہے۔ موجودہ وقت میں صرف احمدی جماعت ہی ہے جو ایک امام کے ماتحت ہے اور جسکے افراد نے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہے۔ اور وہ اسکے اشارہ پر چل رہے ہیں اسلئے من شذ شذ میں وہ لوگ شامل ہیں جو کسی امام کے ماتحت نہیں ہیں۔ اور امام الزمان کے منکر ہیں۔

غیر احمدی = امام کسے کہتے ہیں =

شمس = جسکی اقتدا کیجائے۔ انبیا کے لئے بھی امام کا لفظ بولا جاتا ہے۔

غیر احمدی = جنس اور فصل بنا کر تعریف کریں۔

شمس میرے نزدیک اسکی تعریف لفظی ہو سکتی ہے ورنہ آپ بیان کریں۔

غیر احمدی = انسان کی تعریف حیوان ناطق ہے یا نہیں۔

شمس = ہے حیوان جنس ناطق فصل ہے۔ اچھا آپ اسیطرح شیر کی تعریف کریں

غیر احمدی = حیوان مفترس

شمس = یہ تو بھیڑیے اور دوسرے پھاڑنیوالے درندوں پر بھی صادق آتی ہے۔ اسلئے یہ تعریف مانع نہیں ہے۔

غیر احمدی = یہ تو ایساغوجی میں لکھی ہے۔ **شمس** میرے نزدیک یہ غلط ہے۔ کوئی جامع و مانع تعریف کرو۔ **غیر احمدی** - نقل میں عقل کو کوئی دخل نہیں۔

شمس - ہم بے عقل نہیں خدا تعالیٰ نے عقل اسی لئے دی ہے کہ جید اور ردی کی شناخت کریں۔ ایساغوجی ہمارے مسلمات سے نہیں کہ جو کچھ ایساغوجی میں لکھا ہے۔ ہم اسے ضروری تسلیم کریں۔ اگر کوئی مفسر غلط تفسیر کرے ہم اسکا بھی انکار کر دیا کرتے ہیں۔ اور کہدیتے ہیں۔ کہ اس مفسر نے یہ غلط تفسیر کی اور آیت کے اصل مفہوم کو نہیں سمجھا۔ **غیر احمدی** - مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے سب ٹھیک ہے آپ ان سے زیادہ سمجھنے والے کہاں سے آگئے۔ **شمس** - تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ حضرت زینب پر عاشق ہو گئے۔ اور آیت وتخفی فی نفسک سے یہی مراد ہے۔ کہ آپ اپنے دل میں حضرت زینبؓ کی محبت کو چھپائے ہوئے تھے۔ کیا آپ ان معنوں کو صحیح تسلیم کرینگے۔ **غیر احمدی** - ہوا کیا اگر وہ عاشق ہو گئے تھے تو

شمس - اب میں کیا کہوں کہ کیا ہوا (آپکی عقلوں پر پردہ پڑ گئے) اگر کسی آریہ یا عیسائی نے لکھ دیکھنا کہ کیا ہوا **غیر احمدی مولوی** - یہ تو بخاری میں بھی لکھا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن مجید کی کوئی آیت چھپانا چاہتے تو اس آیت کو چھپاتے تو معلوم ہوا کہ آپ عاشق ہو گئے تھے۔ **شمس** - اس حدیث کا آپ مطلب نہیں سمجھے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرب میں متبنّٰی کی بیوی سے شادی کرنا ایسا سمجھا جاتا تھا جیسا اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی سے شادی کرنا اسلئے ایسے وقت میں حضرت زینبؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شادی کرنا۔ قوم کیلئے سخت ابتلا کا موجب نظر آتا تھا۔ اور خطرہ تھا کہ کہیں بہت سے لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ لیکن خدا کی طرف سے یہ الہام ہو چکا تھا کہ ہم نے تیرا نکاح کر دیا ہے۔ پس حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ اگر آپ لوگوں کے ڈر سے کہ یہ لوگ مخالفت کریں گے اور دین سے مرتد ہو جائینگے۔ کسی آیت کو چھپانا چاہتے تو یہ نکاح والی آیت تھی آپ اسکو چھپا لیتے۔ اور نہ نکاح کرتے تا کہ وہ لوگوں کیلئے ابتلا کا موجب ہوتا۔ مگر آپنے اس آیت کو بھی نہیں چھپایا بلکہ ظاہر کیا اور نکاح کر لیا اور لومۃ لائم کی بالکل پروا نہ کی۔ (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پربندہاک کمیٹی امرتسر کو پیغام

ذیل میں نہایت ادب سے مکرم معظمہ پربندہاک کمیٹی امرتسر کی خدمت میں ایک پیغام ارسال کرتا ہوں۔ جو سردار خزان سنگھ صاحب احمدی چوک بازار قادیان میں اپنے لیکچرون میں سناتے رہے ہیں۔ امید ہے کہ اکالی صاحبان عموماً وارکان کمیٹی مذکورہ بالخصوص مفصلہ ذیل امور پر غور کر کے کسی خاص نتیجہ پر پہنچیں گے۔ جب تک گرو گرنتھ صاحب کی تعلیم پر اکالی صاحبان عملدرآمد نہیں کرینگے۔ گرو کے سراپون سے بچ نہیں سکتے۔ سردار خزان صاحب کے لیکچرون کا خلاصہ ہدیہ خدمت عالی ہے۔ علاوہ سکھ احمدی بزرگون سے التماس ہے کہ جہان کہین بھی سکھون اور خالصہ بہادرون سے انکا میل ملاپ ہو انکو یہ پیغام پہنچا دین۔ اپنی طرف سے تبلیغ حق کے بیج بکھیر دینے چاہئیں۔ زرخیز زمین کے روحانی پودے ضرور اگینگے۔ خواہ دیر سے ہی اگین۔ ہمین ناامید ہرگز نہونا چاہئے۔ خالصہ قوم مسلمانون کے دو افتادہ فرق ہی سے ایک فرقہ ہے۔ مین حیران ہون۔ کہ ہم لوگ کیون ان لوگون کی خبر نہین لیتے۔ جو اکثر امور مین ایک مسلمان ہی ہین۔ حسب ذیل پیغام ہے۔

(۱) مبارک ہو کہ گورو نانک جی مہاراج کی دوسری شادی مسلمانون کے گھر ثابت ہو گئی۔ سات برس مین ماتا جی سے دو کنیان پیدا ہوئین۔ اب بھی اگر کوئی گورو صاحب کو مسلمان نہین جانتا وہ پاپی ہے۔ جب گورو صاحب نے مسلمان کے شادی کرلی تو پھر انکے ہان کھانا کھا کر کیسے مسلمان ہو گئے (دیکھو ہار راج دی تہیا)

(۲) گرنتھ صاحب جی مین بارہا گرو صاحب کا حکم ہے۔ کہ جو کوئی نماز باجماعت ادا نہین کرتا۔ وہ لعنتی پاپی اور دوزخی گنہگار ہے (سری راگ محلہ پہلا)

۳۔ گرو صاحب نے فرمایا جو حضرت محمدؐ پر درود نہین بھیجتا اسے اگلے جہان مین برکت نہین ملے گی۔ یعنی دوزخ مین گریگا اور بہشت مین نہین جاوے گا (سری راگ محلہ ۱)

۴۔ گرو صاحب نے فرمایا جو حضرت محمدؐ کی پیروی نہین کرتا وہ ضرور جلتے دوزخ مین جلے گا (گرنتھ صاحب شلوک محلہ ۵)

۵۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ پنجوقت وہ نماز پڑھو جس کا قرآن مین ذکر ہے کیونکہ آخر قبر مین جانا ہوگا (سری راگ محلہ اگھر ۴)

۶۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ تیس ۳۰ روزے رکھنے فرض ہین۔ اور پانچ نمازین باجماعت ادا کرنی چاہئین ورنہ شیطان سے رہائی نہ ہوگی (سری راگ محلہ اگھر ۳)

۷۔ گرو صاحب نے گرنتھ مین کہین نہین لکھا۔ کہ جپ جی صاحب کا ورد کرنا ضروری ہے یا نند صاحب یا راہ راست یا سکھمنی کا پڑھنا واجبات سے ہے۔ لیکن نماز اور روزے حضرت محمدؐ کی پیروی کو فرض ٹھہرایا (محلہ ۱ شلوک محلہ ۵)

۸۔ گرو صاحب نے مندر اور گوردوارے مین جانیکا حکم نہین دیا۔ مگر مسجد مین جانیکا بار بار حکم دیا ہے۔ اب کس کا حکم مانوگے (گرنتھ صاحب محلہ ۳)

۹۔ گرو صاحب نے گرنتھ صاحب مین کہین نہین فرمایا کہ جو کیس کچھ کرپان نہین پہنے گا وہ دوزخی ہوگا۔ مگر نماز نہین پڑھنے والے کو دوزخی قرار دیا ہے۔ بلکہ بے نماز کو کتا قرار دیا ہے (گرنتھ صاحب محلہ ۵)

۱۰۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ مر کر کیڑے مکوڑون مین جنم لینا غلط اور نادرست ہے۔ بلکہ جونون کو مسئلہ کو وہم اور لغو ٹھہرایا ہے (شلوک محلہ ۱) ہمین تو گرنتھ صاحب نے مسلمان کرایا اب ہم گرنتھ صاحب کو ترک نہین کرسکتے۔ اگر گرنتھ صاحب سے روگردانی کرین تو اسلام سے بھی انکار لازم آتا ہے گرنتھ صاحب اور اسلام کی تعلیم ایک ہی ہے۔

۱۱۔ سکھون کی نماز یعنی نت نیم اور جنم ساکھی بھائی بالا مین پیشگوئی ہے۔ کہ جگت کا عیسیٰ یعنی بڑا گرو تحصیل بٹالہ (قادیان) مین ہوگا اور وہ زمیندار ہوگا۔ اے پیارے مترو! اے سمجھو اگرو صاحب کا بچن مانکر ان کے سراپون سے بچ جاؤ۔ اور آنیوالی نسلون اور اپنے بچون کو امن وصلح کا وارث بناؤ انہین گرنتھ صاحب پر عمل کرنے دو۔

۱۲۔ گرنتھ صاحب مذہبی کتاب شریعت والی نہین ہے جسمین حرام وحلال کے احکام ہون۔ جو ان سوالون کا جواب شافی دے دو ہزار ۲۰۰۰ روپیہ انعام لے۔

۱۳۔ گرنتھ صاحب مین مسلمان بننا مشکل اور اعلیٰ کام قرار دیا ہے۔ مگر سکھ یا ہندو بننے کا ذکر تک نہین کیا (شلوک محلہ ۱ صفحہ ۱۹۲) پس اس سے صاف ثابت ہوا کہ گرو صاحب مسلمان بننے کا حکم صادر فرماتے ہین۔ ہندو یا سکھ بنے کا ارشاد نہین کرتے۔ مذکورہ بالا باتین سکھون کی معتبر کتاب گرنتھ صاحب جی سے بحوالہ صفحہ ہم نے اپنی کتاب "اسلام دگرنتھ صاحب" سے ہی لکھدیا ہے۔ اب سکھ یا تو گرونانک صاحب کو مسلمان تسلیم کر کے مسلمان ہو جائینگے یا گرونانک صاحب کو برا بھلا کہین گے۔ دراصل اصل سکھ مین ہون جس نے گرنتھ صاحب کی باتین مانکر نماز شروع کردی اور جپ جی صاحب نند صاحب راہ راست سکھمنی وغیرہ کو ترک کردیا کیونکہ نماز کا حکم گرو صاحب نے بار بار دیا۔ مگر جپ جی صاحب وغیرہ کا حکم گرنتھ صاحب مین ایک بار بھی نہین دیا۔

۱۴۔ کتا کرنتھ یعنی مردار کھا کر اکالیون اور ہندوون کے چونکہ مین دورہ کر آتا ہے مگر چونکا پلید نہین ہوتا۔ مگر مذہبی سکھ کے سائے بھی پڑجائے سب کچھ پلید ہو جاتا ہے۔ پس اے مذہبی سکھو! تم کتے سے بدتر کیون بنتے ہو آؤ مسلمان ہو جاؤ تا کہ تمہین دینی آزادی ہو جائے۔

۱۵۔ اکالیون نے مذہبی سکھون سے اچھی اچھی لڑکیان لیکر انکو شدہ کرلیا۔ مگر مذہبی سکھون کو گنگا کہلا کر شدہ نہین کرسکتے یہ بھید کھولا نہین جاتا کہ لڑکیون کو تو تم پاک کر لیتے ہو۔ مگر مذہبی لڑکون اور مردون کو پاک کر کے چونکے مین نہین بٹھا سکتے۔

۱۶۔ گورو گوبند صاحب نے کہا تھا دو اگر بے ٹگورو کے بیٹے سجے انگ نال لپیٹے "یعنی مذہبی سکھ گرو کے بیٹے کو نہایت پیارے ہین اسلئے انکو مین ملا کر مین دائیان مین لیکر چھاتی کو لگا ہون۔ مگر افسوس! مذہبی سکھون کو دائین ہاتھ سے چھاتی کیساتھ نہین لگایا گیا پیدا ہوتے ہوئے ان کے بدن پر کوئی مہر لگی ہوتی ہے! پھر کیا وجہ ہے کہ تم انکو چوڑھون کے ساتھ کیسا شمار کرتے ہو۔

۱۷۔ مذہبی سکھ سمندر جوان خواہ ہزار شبدہ پڑھے اور لاکھ مرتبہ جپ جاپ اور نند صاحب اور نت نیم کو سالہا سال الٹتا رہے گروہ پھر ازلی ابدی چوڑا ہی شمار کرتے ہین۔ مگر شرابی اور زانی سکھ جو دیا اور گیان سے نادان اور تہیدست ہو رہے ہین مذہبی سکھ دو وان اور گرنتھی سے افضل شمار کرتے ہین۔ اب انصاف اور دین دھرم کیسکے دروازہ پر گریہ وبکا کر رہا ہے۔

۱۸۔ گرو صاحب نے گرنتھ صاحب مین تیرتھون پر جانے اور اشنان کرنے سے روکا اور ڈانٹا مگر افسوس! صد افسوس!! گرد گرنتھ صاحب کی تعلیم کو پس پشت ڈالکر ترن تارن اور امرتسر اور ہر دوار کے تیرتھون پر جوق درجوق سکھ اشنان کرنے جاتے ہین۔ ہندوؤن کی کاسہ لیسی نے انہین بت پرست اور تہان پرست کردیا۔

۱۹۔ مکہ مین گرونانک صاحب کی قاضی رکن الدین صاحب سے "اسلام علیکم" ہوئی اور گرو صاحب نے (کن وچ انگلیان پائیکے تہب نانک دتی بانگ) کانون مین انگلیان ڈال کر اذان دی۔ اور مسلمانون سے السلام علیکم کیا کرتے تھے۔ مگر اے تعصب! تیرا خانہ خراب! تونے بڑے بڑے دووان گرنتھی، سکھون کو اپنا شکار کر کے انکے ہاتھ مین سنکھ دیدیا۔ السلام علیکم ترک کرا کر ست سری اکال منہ مین رکھدیا۔ حالانکہ شبد کہتا ہے کہ "دو دتی بانگ نہین اون جاگدے۔ بھال جھہ ان دے ماڑے" یعنی جو لوگ اذان نہین دیتے انکی قسمت بگڑگئی پھر فرمایا کہ اگر اشنان کرنے سے اگر خدا ملتا ہے۔ تو مینڈک تو ضرور نجات پاویگا کیونکہ وہ ہر وقت پانی مین اشنان کرتا ہے اور سنکھ بجانے سے اگر پرمیشور خوش ہوتا ہے تو۔ گدھا ضرور پرمیشور کا بھگت بنجاوے گا۔ کیونکہ وہ خوب بانگ دیا کرتا ہے۔

۲۰۔ اگر گرونانک گرد ارجن دیو جی وغیرہ تو گرو بغیر پوہل لینے کے اور بغیر پانچ ککے پورا کرنے کے اور کڑا کیس کچھ کرپان اور کنگھا استعمال کرنیکے بغیر ہی پکے سکھ تھے تو تم بھی انکی طرح پکے سکھ بن سکتے ہو۔ اگر پہلے تو گرد مذکورہ بالا شرائط پورا کرنیکے بغیر کچے یا ناقص سکھ تھے تو تم انکو استعمال کر کے گرو نانک دیو جی اور ارجن داس جی سے آگے قدم کو دیکھ کر انکا ادب کیون کھونے ہو آؤ باز آجاؤ انکی بے ادبی گرو کے لئے پاپ ہے۔

نوٹ۔ اگر کوئی مخلص مذکورہ بالا جامع مضمون کو گورمکھی مین چھپوانے کا خرچ ادا کردے تو سکھ قوم پر اتمام حجت ہوسکتی ہے۔ اور جہاد اکبر کا اسے ثواب ملے گا۔

عبدالرحمٰن رپورٹر از قادیان

الحکم کا یگانہ ناز کہ وہ عہد مسیحؑ کی یادگار ہے

الحکم اور اسکے چلانے والے ہمیشہ اس امر پر بجا فخر کرینگے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کی یادگار ہے۔ الحکم کو خدا تعالیٰ نے یہ سعادت و عزت عطا کی کہ وہ آپ کے کلمات طیبات کا امین ہے اسکے ذریعہ ہزارون مردون نے دوبارہ زندگی حاصل کی اور بیشمار اندہے اور بہرے دیکھنے اور سننے لگے۔ مین جب بھی اس کی یاد کرتا ہون تو میرے ہر بن مو سے حمد الہی کا ایک ترانہ نکلتا ہے کہ ان سے بہرے جیسے بکیس اور کس مپرس کو یہ شرف عطا فرمایا ہے الحکم کی ان خدمات کا اظہار کرتے ہوئے عزیزی شمس نے اپنی خدمات کو پیش کیا ہے۔ مین نے الحکم مین اس قسم کے خطوط چھاپنے سے اکثر پرہیز کیا ہے مگر مین اس خط کو محض ایک تاریخی حیثیت سے درج کرتا ہون۔ شمس نے الحکم کی قلمی خدمت کیلئے جو میری غیر حاضری مین عزم کیا ہے وہ بہت قابل قدر ہے اور مین اسکا اعتراف پچھلی اشاعت مین کر چکا ہون اب مجھے ایسے احباب کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت کی اس یادگار کو میری غیر حاضری مین مالی مشکلات سے بچاتے مین اسکے لئے صرف یہ چاہتا ہون کہ تین سو انجمنیں اسکو خریدین اور اسطرح انہین یہ ابدی عزت نصیب ہوگی۔ کہ وہ حضرت کے عہد سعادت کی یادگار کو زندہ رکھنے والے تھے،

عازم یورپ عرفانی

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپنے سلسلہ کی بہت سی خدمات سرانجام دی ہین ان خدمات جلیلہ مین سے ایک عظیم الشان خدمت جو آپنے کی وہ اخبار جاری کرنا تھا۔ اخباری دنیا مین جو عزت و فضیلت اخبار الحکم اور اسکے ایڈیٹر کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے اخبار اور ایڈیٹر کو بحیثیت ایڈیٹر ہونیکے حاصل نہین ہو سکتی۔ اب آسمان لاکھ چکر کھائے۔ اور زمانہ کتنی ہی کروٹین بدلے مگر وہ رتبہ جو الحکم کو حضرت مسیح موعودؑ کے زندگی ایام مین خدمت کرنے کا حاصل ہے۔ کسی اور اخبار کو حاصل نہین ہو سکتا۔ اخبار الحکم اسوقت جاری ہوا۔ جبکہ حکم و عدل کی قائم کردہ جماعت کو ایک اخبار کی ازحد ضرورت تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تازہ بتازہ وحی اور الہامات اور آپکی زبان مبارک سے روزانہ جھڑنے والے پھول اور آپکے قلم سے نکلنے والے چمکدار موتیون کے دیکھنے کے لئے افراد جماعت کی آنکھین ترستی رہتی تہین اور آپکی مریضون کو شفا دینے والی اور بیقرار دلون کو تسکین دینے والی تقریرین مریضون اور مضطربین کے پاس نہ پہنچی کیوجہ سے انکے دلون کو اور زیادہ پریشان کرتی تہین ایسی حالت مین اخبار الحکم کا جاری ہونا جماعت احمدیہ کے واسطے کوئی معمولی بات نہین تھی۔ بلکہ وہ ایک روح افزا اور زندگی بخشنے والی خبر تھی۔ پس خدا تعالیٰ نے آپکو توفیق دی۔ اخبار الحکم کے ذریعہ جماعت کی مناسب ضروریات کو پورا کرین وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء،،

پس احمدی جماعت آپکی اس خدمت جلیلہ کی تہ دل سے شاکر ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے ہماری بھی دعا ہے۔ کہ اے خدا جسطرح تو نے اپنے حکم و عدل کی طرف انوار شباب کو لوٹایا اسیطرح ہمین بھی وہ دن دکھا۔ کہ ہم الحکم کو بھی آپنی پہلی آب و تاب سے نکلتا دیکھین۔ جسطرح کہ حکم و عدل کے زمانہ مین نکلتا تھا۔ اب پھر خدا تعالیٰ نے آپکو نہایت مبارک موقعہ خدمت کا عطا فرمایا ہے۔ آپ جس سفر مین جا رہے ہین۔ وہ کوئی معمولی سفر نہین دمشق بھی جانا ہوا۔ تو یہ ایک ایسا سفر ہوگا۔ کہ جو آئندہ آنیوالی نسلون مین سے کسی کو نصیب نہین ہو سکتا یہ سفر ایک ایسا مبارک سفر ہے کہ جسکی خبر سرور کائنات فخر موجودات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے دی ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ مین تحریر فرمایا ہے۔ "ثم یسافر المسیح موعود او خلیفۃ من خلفائہ الی الارض دمشق،، پس مبارک ہین وہ اصحاب جو اس سفر مین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ہمراہ جا رہے ہین۔ پس آپکو اس سفر پر مبارکباد دیتا ہوا دعا کرتا ہون کہ جو خدمت آپکے سپرد کیگئی ہے۔ اسکے سرانجام دینے کی خدا تعالیٰ آپکو توفیق عطا فرماوے اور بخیر و عافیت تمام قافلہ کو مظفر و منصور قادیان دار الامان واپس لائے

خاکسار انشاء اللہ حسب استطاعت آپکی غیبوبت مین الحکم کیلئے مضامین بہیجتا رہے گا اگر ان ایام مین خاکسار قادیان ہوتا تو جہانتک ہو سکتا بشرط فرصت اخبار کو خود ترتیب دیا کرتا مگر خیر اب جو خدمت ہو سکتی ہے بجالاؤنگا واللہ الموفق امید ہے کہ آنجناب بھی بندہ کو اپنی دعاؤن مین یاد فرماتے رہین گے اور نیز میرے والدین صاحب کی ہر قسم کی بہتری و بہبودی کیلئے دعا فرماتے رہین گے حافظ مختار احمد صاحب سلام علیکم کہتے ہین دہلی سٹیشن پر انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ والسلام

خادم۔ جلال الدین شمس از شاہجہانپور

آریون کی غلط بیانیان اور واقعات سے انکی تردید

آریہ لوگ ہندو پبلک کو دہوکا دینے کے لئے آئے دن فرضی شدہی کی طویل داستانین اخبارون مین شائع کرتے ہین چنانچہ وہ منتری بہارتیہ ہندو شدہی سبہا،، زیر عنوان بہارتیہ ہندو شدہی سبہا کیطرف سے شدہیان مورخہ $23\frac{6}{24}$ مین اخبار تیج میل لکھتا ہے۔ کہ $7\frac{6}{24}$ کو موضع اسپار مین رہتے ہوئے دو آدمیون کی شدہی لال چند جی ویدی نے کرائی،، ہم نے اسکے متعلق تحقیقات کرائی۔ $7\frac{6}{24}$ اور اسکے بعد اب تک کوئی شدہی اسپار مین نہین ہوئی وہ مسلم کا دین اسلام پر قائم ہین پہر مورخہ $\frac{6}{24}$ کے نتیجے مین منتری جی کو رکھتے ہین۔ ۲۰۰ ۲۲ جون ۱۹۲۴ء کو قبول پور مین ساندہر کے چار آدمیون کو شدہ کیا گیا۔ اسکے متعلق مین نے پورے طور پر معلوم کیا ہے لیکن یہی ظاہر ہوا ہے کہ یہ بات ایک فرضی قلوہ ہے۔ اگر منتری شدہی سبہا اپنے دعوے مین سچا ہے تو سانہہن اور اسپار کے ان آدمیون کے نام معہ ولدیت اور پتہ کے تحریر کرین۔ لیکن مجھے یقین کامل ہے کہ یہ محض ہندو پبلک کے خوش کرنے کے لئے فرضی کارروائی دکھائی جا رہی ہے امید ہے کہ آئندہ آریہ منتری ایسے افعال قبیحہ سے اپنے آپ کو بچائیگا۔ اور جہوٹ سے بچنے کی کوشش کریگا والسلام

شیخ یوسف علی بی۔ اے قائمقام احمدیہ دار التبلیغ آگرہ

خدام الصوفیہ کی سرگرمیان

زمیندار ۲۱ جولائی مین ناظم دفو جمعیۃ خدام الصوفیہ آگرہ کی طرف سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جسمین لکھا ہوا ہے

وگو ہر انجمن اسلامیہ نے کم و بیش اس کار مین حسب استطاعت حصہ لیا اور لے رہی ہین۔ مگر جتنی محبت و کوشش و جان نثاری حضرت قبلہ شاہ صاحب علی پوری نے کی ہے اسکی نظیر ملنی زمانہ مین مشکل ہے۔

مین نے ڈیڑہ سال میدان فتنہ ارتداد مین کام کیا ہے۔ اور سب علاقہ کا دورہ کیا۔ واقعی جو کام خدام الصوفیہ نے کیا اسکی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کیونکہ کسی جماعت نے ایسا نہین کیا۔ کہ جس گانون مین ایک ایک ملکانہ کا گہر ہو۔ وہان پانچ چہ اشخاص ہاتہ پر ہاتہ رکھکر بڑے اطمینان و سکون سے کی باتون مین اپنے دن گذارتے ہون بجھولا ضلع ایٹہ مین ایک گانون ہے دہان صرف ایک ملکانہ ہے۔ جان نثاران خدام الصوفیہ کے پانچ چہ اشخاص نے اپنی قربانی کا وہ نمونہ دکھایا۔ کہ صرف اس ایک ملکانہ کی خاطر اس گانو مین الا اللہ کے نعرے لگایا گئے اور اردگرد کے دیہات مثلاً امر سنگہ کے نگلہ مین جہان شدہیان ہوئین انہون اسطرف آنکہ اٹہا کر بھی نہ دیکھا۔

شمس

دجال اکبر تو آچکا مسیح کہان ہے

اہلحدیث جواب دے،،

پرچہ اہلحدیث مورخہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ مین اخبار اہلحدیث کی تعریف کرتے ہوئے صفحہ ۶ کالم ۲ مین لکھا گیا ہے۔ کہ

دو یہی وہ اہلحدیث ہے جس نے دجال اکبر اور دیگر مدعیان نبوت کے طوطے اڑا دیئے۔ اور ایسا دم بخود کیا کہ انہین سانس تک نصیب نہ ہوا۔ اور بے نیل مرام چلتے بنے،،

اب سوال یہ ہے کہ دجال اکبر دنیا مین بقول آپکے اگر بے نیل مرام چلتا بنا۔ مگر مسیح کہان چہپا رہا۔ حالانکہ قاتل دجال احادیث مین مسیح موعود کو

سفر یورپ کی تقریب پر الحکم کا رعایتی

اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذرہ نوازی نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو بھی اپنے سفر یورپ میں ہمرکاب رہنے کی عزت عطا فرمائی ہے اور وہ اس سفر میں سلسلہ کے خادم قدیم اور ہمسفورین کی حیثیت سے جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے کہ وہ ان توقعات کو پورا کر سکے جو اسکے محسن آقا اور رفقائے کار نے مقرر کئے ہیں میری غیر حاضری میں الحکم اور تادیب النساء کا کیا انتظام ہوگا اسکے متعلق میں انشاء اللہ العزیز روانگی سے پہلے اعلان کرونگا اور اپنی جماعت کے فرائض متعلقہ الحکم پر توجہ دلاؤنگا الحکم قوم کی امانت ہے اور میں اسے قوم ہی کے سپرد کر کے اس سفر پر جا رہا ہوں اس حفاظت و استحکام اب قوم کا کام ہوگا اس تقریب کی خوشی میں میں نے پسند کیا ہے کہ کارخانہ الحکم کی موجودہ کتب رعایتی قیمت پر فروخت کردیجائیں جو احباب اس تحریک میں حصہ لیں گے وہ یہی نہیں کہ نہایت مفید اور ضروری کتب قریباً مفت حاصل کرلیں گے بلکہ وہ اس اپنے خادم قدیم کارخانہ کو ایڈیٹر الحکم کی غیر حاضری میں مدد دینے والے ہونگے کارخانہ الحکم کی جملہ کتب سوائے سیرت مسیح موعود اور حیات النبی کے رعایتی قیمت پر دیجائینگی :-

(۱) ان کتابوں میں قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیری نوٹوں کے پارے بھی ہیں جنکی مجموعی قیمت دس روپیہ ہے مگر رعایتی قیمت صرف چار روپیہ علاوہ محصولڈاک ہوگی

(پارہ ۲۴ لغایت ۳۰ و پندرہ لغایت ۱۷)

۲- مراۃ الجہاد - جسمیں مسئلہ جہاد کی حقیقت اور اعتراضات کے تفصیلی جوابات ہیں اصلی قیمت ۵؍ رعایتی قیمت (۱۲؍)

۳- مکتوبات احمدیہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات) اصل قیمت فی حصہ ۸؍ رعایتی قیمت .... ۴؍

۴- خطبات کریمیہ - حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کے خطبات - اصل قیمت فی جلد ۴؍ رعایتی قیمت .... ۲؍

۵- مالابار میں احمدیت کی تاریخ :- حضرت خلیفۃ المسیح کی پسندیدہ مجاہد مصری کی تصنیف اس کتاب کی آمد مجاہد مصری کے لئے مخصوص ہے اور مجاہد مصری ہی نے اسکو چھپوایا تھا پس اس کتاب کی خریداری سے مصری مشن کی تائید کا ثواب بھی ہوگا اس کتاب میں کوئی رعایت نہیں قیمت .... (۱۰؍)

برہان الحق :- عیسائی مذہب کی تردید میں نہایت قابل قدر رسالہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت میں ایک نومسلم انگریز نے لکھا قیمت اصلی ۳؍ رعایتی قیمت .... (۱؍)

ادعیۃ القرآن :- قرآن مجید کی دعائیں اور انکا ترجمہ (قاضی اکمل صاحب کا کیا ہوا) قیمت رعایتی (۱؍)

احمدی خاتون کے فائل

احمدی خاتون کے فائل پچھلے سالوں کے صرف پچاس درخواستو

چار روپیہ میں حکیم حاذق

آئیں کدھر ہیں آج قدردان کمال کے
کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے

مجربات نورانی یعنی طب النسانی بزبان اردو جو کمال جستجو کر کے برسوں کی عرقریزی کے بعد حکماء سلف کی پرانی بیاضوں کے نسخوں کی چھان بین کر کے آنکھوں کا تیل نکال کر تالیف کی ہے جسمیں انسانی جسم کے تمام امراض نئے اور پرانے یعنی داخلی اور خارجی تمام بیماریاں کا سر سے پاؤں تک مشرطیہ اور مجرب المجرب ۸۵۰ نسخہ جات صدر مخفیہ درج کئے گئے ہیں گویا علم حکمت بحر لاانتہا ہی کو ایک کوزہ میں بند کردیا گیا ہے مجربات کیا ہے گویا یونانی طب کا سرمایہ حیات اور متاع زندگی ہاتھ آجاتی ہے اگر آپ اپنی اور اپنے خویش و اقارب کی زندگی بخیر و عافیت گذارنا چاہتے ہیں تو آج ہی مجلد مجربات نورانی منگا کر ملاحظہ فرمائیے جو وقت بیوقت آپ کو مدد دیویگی اور اسکے بیان کردہ قوانین پر عمل کرنے سے انسان ہمیشہ تندرست اور توانا رہ سکتے ہیں اور ہر ایک شخص اس سے مستفیض ہوسکتا ہے خصوصاً اہل حکمت کے لئے رہبر کامل ہے کتاب حجم ۴۰۶ صفحہ تقطیع ۲۲ × ۱۸ کاغذ اور چھپائی دیدہ زیب قیمت مجلد للعہ ربلا جلد ؎ ر

ملنے کا پتہ - حکیم نور محمد کشمیری بازار لاہور

---

۴ کی تعمیل ہوگی ان میں خواتین کے لئے نہایت مفید لٹریچر جمع کیا گیا ہے تین سالوں کے فائل ہیں ایک مکمل فائل کی قیمت ؎ ہے رعایتی قیمت ۵؍ تادیب النساء کی پہلی جلد بھی رعایتی قیمت پر ملیگی صرف پچاس درخواستوں کی تعمیل ہوگی - اصل قیمت للعہ فی جلد رعایتی قیمت ؎ ہے یہ رعایت آخر جولائی ۱۹۲۴ء تک ہوگی اسلئے جلد درخواستیں بھیجدیں تمام درخواستوں کی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی -

درخواستیں بنام منیجر الحکم ہوں

ضروری اطلاع

عنقریب الحکم کے وی پی بقایا داران ناظرین کی خدمت میں ارسال کئے جاتے ہیں - وصول فرما کر کارخانہ کو مشکوری کا موقعہ دیں

منیجر و مہتمم الحکم

هوالشافی

مشکلیں آسان ہوئیں دکھ درد سب جاتے رہے

۱- معجون شاہی یا اکسیر جریان :- خوشخبری ہو کہ ہماری آٹھ دس سالہ محنت اور کامل توجہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں معجون شاہی جیسی اکسیر اعظم جو خالص جڑی بوٹیوں اور قیمتی اجزاء سے مرکب ہے عطا فرمائی جو جریان اور خواب میں بلا ارادہ منی کے خارج ہونے اور ان سے پیدا شدہ جملہ کمزوریوں کے ازالہ کرنے میں فی الواقعہ ایک اکسیر ہے اور لطف یہ کہ باوجود ممسک ہونیکے مقوی باہ بھی ہے بچپن کی بداعتدالیوں اور غلط کاریوں کے جملہ بدنتائج کی اصلاح کرنے میں اسکو ایک خاص خصوصیت ہے -

۲- روغن اکسیر اعصاب :- بعض حالتوں میں اس معجون کے ہمراہ ہمارا تیار کردہ روغن اکسیر اعصاب بھی طلاء کرنا پڑتا ہے جو کہ بذات خود ہر ایک قسم کی سستی ضعف کمزوری اعضائے تناسل کے ازالہ کرنے میں بجلی کا کام دیتا ہے - فی شیشی روغن اکسیر اعصاب ..... عہ

۳- کشتہ طلا :- جسکو ہم نے نہایت محنت و احتیاط سے تیار کیا ہے پھر اسمیں یاقوت اور کشتہ فولاد شامل کرنے سے اسکی قوت اور طاقت میں اور بھی چار چاند لگ گئے ہیں اسکے فوائد بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے صرف طب کی مستند کتاب محیط اعظم سے مختصر اقتباس برائے ملاحظہ ناظرین درج کئے جاتے ہیں جو کہ یہ ہیں - سونا دل و دماغ کو حرارت عزیزی کو تقویت دینے والا فہم و فکر کو تیز کرنیوالا اور معدہ جگر اور تلی کے ضعف کو دور کرنیوالا امراض سوداوی اور خفقان و توحش غم حزن جنون و صرع کو نفع دینے والا ضعف باہ اور ضعف گردہ کو رفع کرنیوالا قلب میں اسقدر تفریح پیدا کرتا ہے کہ خواہ مخواہ ہنسنے کو دل چاہتا ہے الغرض عجیب و غریب چیز ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے قیمت فی خوراک ۲؍ اور فی سینکڑہ خوراک عـہ

۴- حب مقوی اعصاب :- یہ گولیاں ہر ایک قسم کے ضعف اعضاء میں واقعی اپنے اندر مسیحائی اثر رکھتی ہیں ضعف باہ ضعف دماغ اور ضعف معدہ کے لئے مفید ہیں باقاعدہ مسہلوں کے بعد مایوس العلاج مریض لقوہ وغیرہ میں مبتلا بھی بفضل خدا صحت یاب ہو گئے ہیں قیمت فی سینکڑہ ۵؍ ایک روپیہ میں ۱۴ گولی :

۵- سرمہ مروارید :- یہ سرمہ بصارت کے لئے ایک اکسیر ثابت ہوا ہے جوانوں کی نقص بصارت کو دور کرتا ہے اور بوڑھوں کے لئے از سر نو بصارت عطا فرماتا ہے پرانے ککرہوں کے لئے بھی نہایت مفید ہے کیونکہ نہایت قیمتی اجزاء مروارید اور ممیرا سے تیار کیا گیا ہے :

۶- اکسیر سوزاک :- سالہا سال کے تجربہ اور تلاش کے بعد یہ اکسیر سوزاک حاصل ہوئی ہے جو نئے اور پرانے سوزاک کو بفضل خدا ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے قیمت ایک ہفتہ ..... عـہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں حضرت خلیفہ اول رض بھی آپکی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے اخلاص اور محبت کی تیار کیگئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہوگی :

مرزا محمود احمد

ملنے کا پتہ - حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ